بسم اللہ الرحمن الرحیم

دار الافتاء

تاسیس ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۰ء

دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور ۴۵

۱۶/۴۳

الاستفتاء

(۱) ہم چار بھائی اور تین بہنیں ہیں، تینوں بہنوں کی شادی ہوگئی ہے اور ماں باپ الحمد للہ باحیات ہیں، ہمارے والد صاحب کا ایک گھر ہے، جس میں ہم چار بھائی رہتے ہیں، والدین بھی ساتھ رہتے ہیں، اب اگر پورے بیٹوں اور بیٹیوں کا حصہ دیا جائے تو بیٹوں کو کتنا حصہ ملے گا اور بیٹیوں کو کتنا۔ اور اگر ماں باپ گھر کا حصہ کسی کو نہیں دینا چاہ رہے ہیں تو گھر کی پوری قیمت مسجد یا مدرسہ میں دینا چاہ رہے ہیں تو دے سکتے ہیں کیا؟ - (۲) ماں باپ صرف بیٹوں کو حصہ دے رہے ہیں، بیٹیوں کو نہیں۔ اگرچہ بیٹیاں معاف کردیں تو کیا آخرت میں ماں باپ پکڑ کا ذریعہ بنیں گے؟ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائیں، مہربانی ہوگی۔ فقط محمد احتشام، عمر کالونی، آزاد پور روڈ، گلبرگہ کرناٹک۔

باسمہ تعالیٰ دار الافتاء
فتوی دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور

۱۶/۴۳

ہو الموفق للصواب:- (۱،۲) ہر شخص زندگی میں اپنی جائیداد اپنی مرضی کے مطابق تقسیم کرنے کا شرعاً حق رکھتا ہے، لڑکوں اور لڑکیوں کو مساوی حصہ دینا بہتر ہے، اگرچہ کمی بیشی کے ساتھ دینا بھی جائز ہے۔ اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی لڑکے یا لڑکی کو بلاوجہ ظلماً محروم نہ کیا جائے اور کسی کو خواہ مخواہ ترجیح نہ دی جائے، معقول وجہ ہو تو کسی وارث کو نہ دینا یا کم دینا بھی جائز ہوگا لیکن بلاوجہ کسی وارث کو محروم کرنا یا کسی کو کم دینا غلط ہے۔ پس صورتِ مسئولہ میں گھر کی پوری قیمت مسجد یا مدرسہ کو ہبہ کرکے وارثوں کو محروم کرنا گناہ ہے، اس لئے والدین حسبِ ضرورت اپنے مصارف کے لئے جائداد کا کچھ حصہ مختص کرلیں پھر بقیہ جائداد کو سات حصوں میں تقسیم کرکے اپنی اولاد (چار لڑکے تین لڑکیوں) میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دیں یا گیارہ حصوں میں تقسیم کرکے چار لڑکوں میں سے ہر ایک کو دو حصے اور تین لڑکیوں میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دیں، پہلی صورت افضل ہے، دوسری بھی جائز ہے۔ وفی الخانیۃ لا بأس بتفضیل بعض الاولاد فی المحبۃ لانہا عمل القلب وکذا فی العطایا ان لم یقصد بہ الاضرار وان قصدہ یسوی بینہم یعطی البنت کالابن عند الثانی وعلیہ الفتوی ولو وہب فی صحتہ کل المال للولد جاز واثم، الدر، قولہ وعلیہ الفتوی ای علی قول ابی یوسف من ان التنصیف بین الذکر والانثی افضل من التثلیث الذی ہو قول محمد (رد المحتار ج۵ ص۶۹۶) ولو وہب رجل شیئا لأولادہ فی الصحۃ وأراد تفضیل البعض علی البعض فی ذلک لا روایۃ لہذا فی الأصل عن اصحابنا وروی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی أنہ لا بأس بہ إذا کان التفضیل لزیادۃ فضل لہ فی الدین، وان کانا سواء یکرہ وروی المعلی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالی أنہ لا بأس بہ إذا لم یقصد بہ الاضرار وان قصد بہ الاضرار سوی بینہم یعطی الابنۃ مثل ما یعطی للابن وعلیہ الفتوی ہکذا فی فتاوی قاضی خان وہو المختار کذا فی الظہیریۃ، رجل وہب فی صحتہ کل المال للولد جاز فی القضاء ویکون اثما فیما صنع کذا فی فتاوی قاضی خان (عالمگیری ج۴ ص۳۹۱) واللہ اعلم العبد صغیر احمد

۲۲ محرم الحرام ۱۴۴۳ھ